وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ (اور جب تم عورتوں کو [پہلی یا دوسری] طلاق دو پھر انکی عدت پوری ہونے کو ہو تو انھیں بھلے طریقے سے روک لو یا انھیں بھلے طریقے سے چھوڑ دو۔)

یہاں اِذَا کہا گیا اِنْ نہیں کہا گیا کیونکہ یہ رجعی طلاق کی بات ہے جیکے ہونے کے امکان زیادہ ہوتے ہیں۔ بحرحال۔ اگر طلاق کے بعد رجوع کرنے کا ارادہ ہے تو بھلے طریقے سے بیوی کو رکھو، ستانے کے لیے نہیں۔ اور اگر رخصت کرو تو بھی بھلے طریقے سے۔ اِس سورت میں یہ بات دو بار کہی گئی اور آگے سورۃ الطلاق: 2 میں بھی یہ بات آئیگی۔ یہ تکرار تاکید کے لیے ہے۔

★ اِس سے پہلے آیت 229 میں عورت کو روکنے یا چھوڑنے کے لیے مصدر (Gerund / Infinitive) فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ استعمال کیا گیا۔ اِس آیت میں اَمْر کا صیغہ (Command) فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ آیا ہے۔ اَمْر یا حکم زیادہ براہِ راست (Direct) ہوتا ہے۔ 229 آیت میں مصدر بھی حکم کے لیے تھا لیکن یہاں براہِ راست حکم ہے۔ جیسے دوسری زبانوں میں بھی کبھی ہم جو حکم دے رہے ہوتے ہیں وہ دراصل اَمْر کا صیغہ نہیں ہوتا بلکہ مصدر ہوتا ہے۔ جیسے خاموش یا Silence۔ یہ نہیں کہا جاتا "خاموش ہوجاؤ" یا "Be Silent"۔ حالانکہ گرامر کے لحاظ سے یہ حکم نہیں ہے بلکہ مصدر ہے۔ لیکن اگر کوئی اسطرح کہتا ہے تو وہ حکم کی طرح ہی لیا جاتا ہے۔ اب سننے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ پتہ نہیں وہ مجھ سے کہہ رہا ہے یا کسی اور سے! کیونکہ وہ تاکیدی حکم تو ہے لیکن براہِ راست نہیں۔ اسلیے واضح کرنے کے لیے کہا جاتا ہے "خاموش ہوجاؤ" یا "Be Silent"۔ یعنی براہ راست بات کی جاتی ہے۔ اسی طرح یہاں اب اَمْر کا صیغہ استعمال کرکے بات براہِ راست واضح کردی گئی۔ خاص تر گرم دماغ والوں کو بار بار سنایا جارہا ہے۔ یہ تاکید کے لیے تکرار ہے۔

★ اور ایک بات قابل غور ہے کہ پہلے 229 آیت میں تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ تھا لیکن یہاں سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم احسان کے ساتھ نہیں چھوڑنا چاہتے (کچھ دے دلاکر) جسکی تم سے امید تھی تو کم از کم بھلے طریقے سے جو سماجی طور پر قابل قبول ہے اس طریقے سے چھوڑو۔
احسان کے ساتھ چھوڑکر اگر مومنوں کے معیار پر نہیں آسکتے ہو تو کم از کم بھلے طریقے سے چھوڑکر مسلمانوں کے معیار پر تو آجاؤ۔
اِسی طرح ترتیب میں اللہ نے پہلے روکنے کی بات کی پھر چھوڑنے کی۔ یعنی زور روکنے پر دیا گیا۔ اللہ نہیں چاہتا کہ یہ رشتہ ختم ہو۔ بلکہ کوشش کرنی چاہیے کہ رشتہ جُڑا رہے۔

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا (انھیں ستانے کے لیے نہ روکو تاکہ تم زیادتی کرو۔)

یہاں ضِرَارًا مفعول لَہٗ (وجہ) ہے۔ اگر پہلی یا دوسری بار رجوع کرنا بھی چاہتے ہیں تو بھی اِس نیت سے بیوی کو نہ روکو کہ اسے ستایا جائے یا اس سے بدلہ لیا جائے۔ کیونکہ کبھی کبھار شوہر یہ خیال کرکے اس سے رجوع کرتا ہے کہ دین اعتبار سے دو بار میں رجوع کرسکتا ہوں تو کیوں نہ اسے اور ستانے کے لیے رجوع کروں پھر تیسری بار اسے طلاق دوں۔ تاکہ میں بیوی سے اپنا بدلہ لے سکوں۔ یاد رکھیے! رجوع کرنے میں بھی نیت غلط نہ ہو۔ بلکہ بیوی کو بسانے کی نیت ہو۔

یہاں لِّتَعْتَدُوا آیا ہے مطلب "تاکہ تم زیادتی کرو" یا "تم حد سے آگے بڑھو"۔ اِس میں عورت پر زیادتی بھی آتی ہے اور اللہ کے حدود کو توڑنا بھی شامل ہے۔ اگر شوہر کی نیت ستانا یا نقصان پہنچانا ہے تو یاد رہے اس نیت کو اللہ ضرور جانتا ہے۔ اسطرح غلط نیت رکھکر رجوع کرنے والا اللہ کے حدیں توڑ رہا ہے۔ صرف عمل سے ہی نہیں بلکہ غلط نیت سے بھی انسان اللہ کے حدود کو توڑ رہا ہوتا ہے۔ کبھی کبھار عورت کو اسلیے ستایا جاتا ہے کہ وہ پریشان ہوکر خود خلع لے تاکہ بیوی کے پاس سے مہر واپس لیا جاسکے۔

وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ (اور جو کوئی ایسا کریگا وہ یقیناً اپنے اوپر ہی ظلم کریگا)
یہاں يَفْعَلْ کہا گیا يَعْمَلْ نہیں کہا گیا۔ دونوں میں فرق ہے۔

★ يَفْعَلُ	يَعْمَلُ
1) ایسا کام جو ارادے یا بغیر ارادے سے کیا جائے	1) ایسا کام جو ارادے سے کیا جائے۔
2) یہ انسان یا حیوان یا جمادات کے لیے آتا ہے۔	2) یہ صرف انسان کے لیے آتا ہے۔

اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی ارادے یا بغیر ارادے سے بھی اسطرح ستانے رجوع کرتا ہے تو یقیناً وہ اس عورت پر ہی نہیں بلکہ اپنے اوپر بھی ظلم کررہا ہے۔ اسلیے آخرت میں اسکی پکڑ ہوگی۔ ایسا کام بغیر ارادے سے بھی کسی نے کیا تو بھی اسے آخرت میں سزا ملے گی۔

وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا (اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو مذاق نہ بناؤ)

اللہ نے جو احکام دیئے ہیں اسکا لحاظ کرو۔ جو بھی احکام اللہ نے دیئے ہیں، انکے مطابق زندگی گزارو۔ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا، طلاق کے حق کو ناجائز طریقے پر استعمال کرنا اور حیلہ سازیوں سے بیوی کا حلالہ کرانا یہ سب اللہ کی آیات کا مذاق اڑانے میں آتا ہے۔ آج کچھ مسلمان یہودیوں کی طرح حیلہ سازیاں کرکے حرام کو حلال کا نام دیتے ہیں۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ (اور اللہ کی طرف سے جو تم پر انعام ہوا اسے یاد کرو۔ اور اس کتاب اور حکمت کو بھی یاد کرو جو اس نے تم پر نازل کی۔ وہ تمہیں اسکی نصیحت کرتا ہے۔)

سب سے بڑی نعمت قرآن اور ساتھ حدیثیں بھی ہیں۔ ہمیں دین کے کسی معاملے میں عقل لگاکر سوچنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہمیں ہر بات واضح کرکے بتادی گئی۔ اِس نعمت کی ہمیں قدر کرنا ہے۔ ہمیں اللہ قرآن و حدیثوں کے ذریعے نصیحتیں کرتا ہے۔ اسلیے ہمیں اگر کسی کو نصیحت کرنی ہے تو قرآن و سنت سے نصیحت کرنا چاہیے نہ کہ جھوٹے قصے سنا کر۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (اور تم اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔)

یہاں پھر مردوں کو ڈرایا گیا کہ اِن معاملات میں اللہ سے ڈرو۔ اللہ کے مقرر کردہ حدود سے آگے نہ بڑھو۔
اور جان لو کہ بے شک اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ تمہارے ظاہری اور باطنی معاملات میں سے کچھ بھی اس سے چھپا نہیں ہے۔ تمہارے حیلے سازیوں سے بھی وہ واقف ہے۔